۴۴

(فرمودہ ۱۳۱ جولائی ۱۹۵۵ء بمقام لندن)

یہ عید جس کو مسلمان عید الاضحیہ کہتے ہیں یعنی قربانیوں کی عید۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے کی یاد میں منائی جاتی ہے جس کے قربان کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ابراھیمؑ کو حکم دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کرنے کے لئے ابراہیمؑ تیار ہو گیا تھا۔ وہ کونسا بیٹا تھا اس معاملہ میں اسلام اور عیسائیت میں اختلاف ہے۔ بائیبل کہتی ہے کہ وہ اسحٰقؑ تھا۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ اسمٰعیلؑ تھا جہاں تک اس واقعہ سے جو نتیجہ نکلتا ہے۔ اس کا تعلق ہے مذبوح اسحٰقؑ ہو یا اسمٰعیلؑ ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بات ایک ہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا نے اپنے ایک بیٹے کی قربانی کا حکم دیا اور اس نے قبول کر لیا۔ لیکن جہاں تک اس واقعہ کے اخلاقی پہلو کا تعلق ہے قرآن کا بتایا ہوا واقعہ بہت زیادہ معقول معلوم ہوتا ہے۔ بائیبل کہتی ہے کہ خدا نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور اس نے اسے قبول کر لیا۔ لیکن پھر وہ یہ بھی بتاتی ہے کہ جب وہ اسے ذبح کرنے لگا تو فرشتہ نے اسے منع کر دیا کہ اس کو مت ذبح کر بلکہ ایک بکرا جو جھاڑیوں میں پھنسا ہوا کھڑا تھا اسے ذبح کر۔ گویا اسحٰقؑ کو کسی شکل میں بھی، نہ ظاہری الفاظ میں نہ تشبیہی الفاظ میں ذبح کیا گیا۔ گویا یہ سارا واقعہ ایک مضحکہ تھا۔ ایک کھیل تھا۔ جو خدا نے ابراہیمؑ سے کھیلا آخر اس میں کیا لطف تھا کہ پہلے تو خدا نے ابراھیمؑ سے کہا کہ تو اسحٰقؑ کو ذبح کر اور پھر اسے منع کر دیا۔ بعض عیسائی پادری کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے اس ذریعہ سے ابراہیمؑ کو بتایا۔ کہ انسانی قربانی آئندہ نہیں ہوگی۔ لیکن یہی بات خدا تعالےٰ اس سے زیادہ عمدہ اور صاف الفاظ میں بھی کر سکتا تھا۔

قرآن کریم نے جو اسمٰعیلؑ کا واقعہ بیان کیا ہے۔ وہ نہایت معقول ہے اور ہر آدمی سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس واقعہ میں بہت سی حکمتیں تھیں اس میں کہا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ نے ابراہیمؑ کو دو حکم دیئے ایک یہ کہ تو اسمٰعیلؑ کو ذبح کر اور دوسرے یہ کہ تو اسمٰعیلؑ کو بغیر پانی اور بغیر کھیتی باڑی والی جگہ میں چھوڑ آ یعنی مکہ میں جہاں وہ اس لئے دنیا سے دور رہ کر اور بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کر کے زندگی گذارے کہ لوگوں کو دین کی تعلیم دے اور خدائے واحد کی عبادت میں لگائے۔ گویا اسمٰعیلؑ کی قربانی کا جو ابراھیمؑ کو حکم دیا گیا تھا وہ تشبیہی زبان میں تھا۔ مراد یہ نہ تھی کہ واقعہ میں چھری سے اپنے بیٹے کو ذبح کرے جو بے کار اور بیہودہ فعل ہے بلکہ ذبح

سے مراد اس کو دین کی خاطر ایسی جگہ پر رکھنا مراد تھا جہاں کھانے پینے کے سامان مہیا نہیں تھے
چنانچہ گو قرآن کریم کے مطابق بھی اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے سے منع کر دیا اور اس کی جگہ ایک دُنبہ ذبح کرنے
کی تلقین کی۔ لیکن خواب کا جو اصل مفہوم تھا یعنی اسمٰعیلؑ کو ایک بے آب وگیاہ جنگل میں چھوڑ آنا اس
سے ابراہیمؑ کو منع نہیں کیا بلکہ اسی حکم پر ابراہیمؑ سے عمل کروایا۔ چنانچہ آجتک مکہ اسمٰعیلؑ کی نسل
سے آباد ہے اور خدائے واحد کی وہاں پرستش کی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف لوگوں کو
بلایا جاتا ہے۔ اس تشریح کے مطابق ابراہیمؑ نے واقعہ میں اسمٰعیلؑ کو قربان کر دیا۔ اور یہ قربانی ظالمانہ
اور وحشیانہ قربانی نہیں تھی۔ بلکہ پُر مغز اور بامعنی قربانی تھی جس سے آجتک دُنیا فائدہ اُٹھا رہی ہے۔
اور اب بھی اسمٰعیلؑ کے ذریعہ سے اس بے آب وگیاہ جنگل میں خدائے واحد کا نام بلند کیا جاتا ہے
آج ہم اس واقعہ کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے اس جگہ پر جمع ہوئے ہیں۔ لاکھوں آدمی اس
وادیٔ غیر ذی زرع میں جمع ہیں اور بلند آواز سے کہہ رہے ہیں لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ
لَکَ لَبَّیْکَ اے میرے خدا میں حاضر ہوں جس طرح کہ ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ میں حاضر ہوں تیرا
کوئی شریک نہیں تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تیری توحید کو پھیلانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔
ذرا اس بات پر غور کرو اور سوچو کہ بائیبل میں بیان کیا ہوا واقعہ قرآن کے بیان کردہ واقعہ
سے کیا کوئی بھی مناسبت رکھتا ہے۔ بائیبل کا حکم تو ایک وحشیانہ اور ظالمانہ حکم معلوم ہوتا ہے
جس میں کوئی حکمت نہیں تھی۔ اسحٰقؑ کے گلے پر چھُری پھیرنے سے دنیا کو کیا فائدہ ہوسکتا تھا یا خود
اسحٰقؑ کو کیا فائدہ ہوسکتا تھا۔ مگر اسمٰعیلؑ کو مکہ میں چھوڑنے سے اسمٰعیلؑ کو بھی فائدہ ہوا اور
دنیا کو بھی فائدہ ہوا۔ اسمٰعیلؑ توحید سکھانے کا ایک بہت بڑا استاد بن گیا اور دنیا اس کے
ذریعہ سے خدائے واحد کی عبادت کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ مکہ کو دنیا کے نقشہ سے الگ کر دو تو
ساری دنیا میں توحید کا کوئی مرکز باقی نہیں رہتا۔ اور اسمٰعیلؑ کی قربانی کو حذف کر دو۔ تو خدا کے
لئے زندگیاں وقف کرنے والا ولولہ پیدا کرنے کی کوئی صورت دنیا میں باقی نہیں رہتی۔ اسحاقؑ
اپنی قربانی دینے کے لئے تیار ہوگیا۔ بڑی اچھی بات ہے۔ مگر ہم تو اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ اسحاقؑ
ایک خدا پرست انسان تھا۔ اسمٰعیلؑ بھی اپنی قربانی دینے کے لئے تیار ہوگیا اور ہم کہہ سکتے ہیں
کہ اسمٰعیلؑ توحید کے لئے زندگی وقف کرکے دنیا کا محسن بن گیا اور جس جس جگہ پر اس نے یہ قربانی
پیش کی تھی وہ ہمیشہ کے لئے توحید کا مرکز بن گئی۔ پس خدا تعالیٰ کی برکتوں کا مستحق ہے اسمٰعیلؑ
اور خدا تعالیٰ کی برکتوں کا مستحق ہے مکہ جہاں اس نے قربانی پیش کی قیامت تک خدا کی توحید
کا جھنڈا وہاں کھڑا رہے گا۔ قومیں قوموں پر چڑھائی کریں گی۔ ایک قوم کے بعد دوسری قوم کا
جھنڈا زمین پر گرے گا مگر مکہ میں اسمٰعیلؑ کے ہاتھ سے گاڑا ہوا توحید کا جھنڈا قیامت تک کھڑا رہیگا۔

کوئی نہیں جو اس کو توڑ سکے۔ کوئی نہیں جو اس کو گرا سکے۔ وہ کونے کا پتھر ہے جو اس پر گرے گا وہ بھی چکنا چور ہو جائے گا اور جس پر وہ گرے گا وہ بھی چکنا چور ہو جائے گا[۶]۔ یہ خدائی فیصلہ ہے جس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ ایک ایک کر کے دنیا اس توحید کے جھنڈے کے نیچے آئے گی یہاں تک کہ ساری دنیا وہاں جمع ہو جائے گی۔ اور آخر ایک دن آئے گا کہ جس طرح آج کی عید کے دن مکہ میں خدا کی توحید کے نعرے بلند کئے جاتے ہیں دنیا کے کونہ کونہ سے توحید کے نعرے بلند کئے جائیں گے اور خدائے واحد کی تکبیر کہی جائے گی اور جس طرح دنیا سے تمام جھوٹے معبود مٹا کر ایک خدا کی حکومت قائم کی گئی ہے اسی طرح دنیا سے مختلف قومیتیں مٹا کر انسانیت کی حکومت قائم کی جائے گی۔ اور آسمان پر بھی ایک خدا ہو گا اور زمین پر بھی ایک ہی نسل ہو گی۔ سب جھوٹی قومیتیں مٹا دی جائیں گی جس طرح سب جھوٹے خدا مٹائے جا چکے ہیں۔

آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آئے اور اس عید کا سبق ساری دنیا یاد کرے۔ اور ساری دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کے آگے جھک جائے۔ اور فساد اور لڑائی جھگڑا دنیا سے مٹ جائے۔ ہر دل کعبہ بن جائے یعنی خدا کا گھر اور جس طرح خدا عرش پر ہے۔ اسی طرح خدا انسان کے دل میں بھی ہو۔"

(الفضل ۳۱ ؍ اگست ۱۹۵۵ء)

---

[۱] ۔ پیدائش باب ۲۲ آیت ۲

[۲] ۔ الصّٰفّٰت ۳۷ : ۱۰۳ ۔ تفسیر دُرِّ منثور جلد ۵ صفحہ ۲۸۰

[۳] ۔ پیدائش باب ۲۲ آیت ۱۳

[۴] ۔ پیدائش کی کتاب کی تفسیر صفحہ ۱۱۳ مصنفہ پادری کینن سیل ڈی ڈی مترجمہ ای۔ جوزف۔ ناشر کرسچن نالج سوسائٹی پنجاب طبع اوّل مطبوعہ وکٹوریہ پریس بٹالہ۔

[۵] ۔ الصّٰفّٰت ۳۷ : ۱۰۸

[۶] ۔ ابراہیم ۱۴ : ۳۸

[۷] ۔ یسعیاہ باب ۸ آیت ۱۳ تا ۱۷